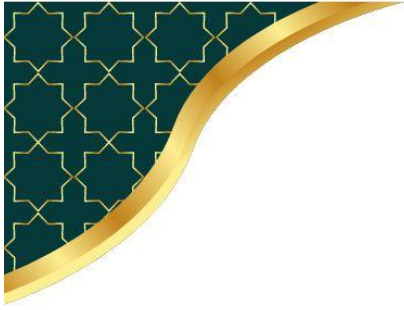




الأعوان

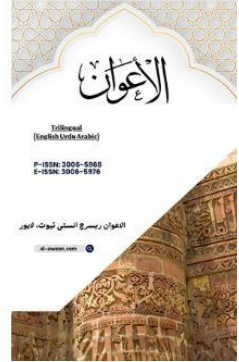


Al-Awan (Research Journal)
e-ISSN:3006-5976 p-ISSN:3006-5968

Volume.02 Issue.01 Jan-Mar (2024)

Published by: Al-Awan Islamic Research Center

URL:al-awan.com.pk



	"اسلامی نظریات اور عالمی ترقی: معاشی، سماجی، اور ثقافتی پہلو" "Islamic Ideals and Global Development: Economic, Social, and Cultural Perspectives".
Author (s)	1. Dr. Muhammad Ali 2. Dr. Sarah Khan
Affiliation (s)	1, Department of Islamic Studies, University of Punjab, Lahore, Pakistan 2. Institute of Social Sciences, International Islamic University, Islamabad, Pakistan
Article History:	Received: Jan. 10. 2024 Reviewed: Jan. 17. 2024 Accepted: Feb. 19. 2024 Available Online: Mar. 20. 2024
Copyright:	© The Author (s)
Conflict of Interest:	Author (s) declared no conflict of interest
Homepage:	https://al-awan.com.pk/index.php/Journal
Article Link:	https://al-awan.com.pk/index.php/Journal/article/view/39

"معاشی، سماجی، اور ثقافتی پہلو: اسلامی نظریات اور عالمی ترقی"

"Islamic Ideals and Global Development: Economic, Social, and Cultural Perspectives".

1. Dr. Muhammad Ali 2. Dr. Sarah Khan

1, Department of Islamic Studies, University of Punjab, Lahore, Pakistan

2. Institute of Social Sciences, International Islamic University, Islamabad, Pakistan

Abstract:

The concept of development, whether economic, social, or cultural, has been a pivotal subject of study and discourse in contemporary global frameworks. While Western ideologies often dominate discussions surrounding development, Islamic perspectives provide a unique lens that integrates spiritual, ethical, and practical dimensions in fostering comprehensive and sustainable development. This article aims to explore the intersection of Islamic ideals with global development trends, focusing on economic, social, and cultural aspects. In the economic domain, Islamic teachings advocate for a balanced approach that emphasizes justice, equity, and ethical financial transactions. The principles of Zakat (almsgiving), fair trade, and the prohibition of interest-based lending (Riba) form the foundation for an economic system that seeks to eradicate poverty, reduce inequality, and promote prosperity for all. This approach challenges the conventional capitalist model by stressing social responsibility, economic fairness, and long-term sustainability over short-term profits. The social aspect of development, according to Islamic values, highlights the importance of community, family, and social cohesion. Islam emphasizes the promotion of social justice through the establishment of equitable social systems, ensuring the rights of marginalized groups, such as women, children, and minorities. In light of the increasing global inequality, Islamic social frameworks offer solutions to build inclusive societies that support social welfare, protect human dignity, and foster solidarity.

Keywords: Women's Rights, Islamic Societies, Misconceptions, Quranic Interpretation, Feminist Movements, Gender Equity.

تعارف

اسلامی معاشروں میں خواتین کے حقوق سے متعلق گفتگو اکثر د قیاسی تصورات اور غلط فہمیوں سے بھری ہوتی ہے۔ بعض مغربی روایات میں یک سنگی تصویر کے برعکس، اسلام میں خواتین کی حیثیت پیچیدہ اور مختلف ثقافتی اور جغرافیائی مناظر میں مختلف ہے۔ یہ مضمون اسلامی تعلیمات اور معاشروں کے اندر خواتین کے حقوق کی پیچیدگیوں کو تلاش کرنے

کے لیے ترتیب دیتا ہے، تشریحات اور طریقوں کے تنوع کو اجاگر کرتے ہوئے مروجہ غلط فہمیوں کو چیلنج کرتا ہے۔ اسلامی دنیا کے اندر مذہبی کتابوں، تاریخی ریکارڈوں، اور عصری حقوق نسواں کی تحریکوں کا جائزہ لے کر، اس مطالعے کا مقصد اسلام اور خواتین کے حقوق کے درمیان متحرک تعلق کی ایک جامع تفہیم فراہم کرنا ہے۔¹

اسلامی معاشروں میں خواتین کے حقوق کے بارے میں عام غلط فہمیوں کا جائزہ۔

اسلامی معاشروں میں خواتین کے حقوق کے بارے میں غلط فہمیاں اکثر اسلامی فقہ اور ثقافتی طریقوں کے اندر موجود پیچیدگی اور تنوع کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ اسلام فطری طور پر خواتین پر ظلم کرتا ہے، انہیں ایک ماتحتی کی حیثیت سے محروم کرتا ہے۔ تاہم، اس طرح کی وسیع حمایت مختلف خطوں اور تاریخی ادوار میں اسلامی تعلیمات کی متنوع تشریحات کو نظر انداز کرتی ہے۔ اگرچہ ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں بعض سیاق و سباق میں خواتین کے حقوق کو محدود کیا گیا ہے یا اس کی غلط تشریح کی گئی ہے، لیکن یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ اسلامی صحیفہ خود خواتین کے وقار، حقوق اور ذمہ داریوں پر زور دیتا ہے۔

ایک اور غلط فہمی اس عقیدے کے گرد گھومتی ہے کہ تمام مسلم خواتین مظلوم ہیں اور ان کی زندگی میں ایجنسی کی کمی ہے۔ یہ حد سے زیادہ آسان نظریہ اس ایجنسی اور باختیاریت کو تسلیم کرنے میں ناکام ہے جس پر بہت سی مسلم خواتین اپنی برادریوں اور معاشروں میں سرگرم عمل ہیں۔ اگرچہ خواتین کے حقوق کے لیے چیلنجز یقینی طور پر موجود ہیں، خاص طور پر اسلامی قانون کی پدرانہ تشریحات میں، مسلم خواتین کی تبدیلی کی وکالت، سیاست، تعلیم اور مختلف سماجی شعبوں میں حصہ لینے اور روایتی صنفی کرداروں کو چیلنج کرنے کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔²

مزید برآں، ایک غلط فہمی یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات فطری طور پر جبری شادیوں، غیرت کے نام پر قتل، اور خواتین کے اعضا کو مسخ کرنے جیسے طریقوں کو جائز قرار دیتی ہیں۔ ایسے طرز عمل، جو اکثر مذہبی نظریے کے بجائے ثقافتی روایات سے منسلک ہوتے ہیں، انصاف، مساوات اور انسانی وقار کے اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتے جن پر اسلام میں زور دیا گیا ہے۔ ثقافتی طریقوں اور مستند اسلامی تعلیمات کے درمیان فرق کرنا بہت ضروری ہے، اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ سابقہ معاشرتی اصولوں کی عکاسی کر سکتا ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ تیار ہوئے ہیں، جبکہ مؤخر الذکر خواتین کے حقوق اور بہبود کو فروغ دینے کے لیے ایک فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔

آخر میں، ایک غلط فہمی یہ ہے کہ اسلامی قانون وراثت، گواہی اور شادی جیسے معاملات میں خواتین کے ساتھ یکساں امتیاز کرتا ہے۔ اگرچہ اسلامی فقہ کے کچھ مکاتب میں بعض قانونی احکام کی پدرانہ تشریحات ہو سکتی ہیں، لیکن اسلامی قانون بذات خود معاصر سیاق و سباق کے ساتھ تعبیر اور موافقت کے لیے لچک پیش کرتا ہے۔ مزید برآں، تاریخی مثالیں ایسی مثالوں کو ظاہر کرتی ہیں جہاں خواتین اسلامی معاشروں میں اہم قانونی اور سماجی حیثیت رکھتی ہیں، اسکا لرشپ، تجارت اور حکمرانی میں اپنا حصہ ڈالتی ہیں۔ غلط فہمیوں کو دور کرنے اور مسلم اکثریتی معاشروں میں صنفی مساوات کو فروغ دینے کے لیے اسلامی قانونی روایات کے اندر موجود باریکیوں اور تنوع کو سمجھنا ضروری ہے۔³

اسلامی تعلیمات اور ثقافتی طریقوں میں فرق کرنے کی اہمیت۔

اسلامی تعلیمات اور ثقافتی طریقوں کے درمیان فرق کئی وجوہات کی بنا پر اہم ہے، خاص طور پر مذہبی تفہیم اور ثقافتی تنوع دونوں کی سالمیت اور صداقت کو یقینی بنانے کے لیے۔ سب سے پہلے، اسلام بحیثیت عقیدہ قرآن اور حدیث میں جڑا ہوا ہے، جو مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ یہ مقدس متون اسلامی عقائد، اقدار اور طریقوں کے لیے فریم ورک فراہم کرتے ہیں، جو انصاف، ہمدردی اور اخلاقیات کے اصولوں پر زور دیتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اور ثقافتی رسوم و رواج کے درمیان تفریق کر کے، افراد مذہبی عقیدہ کی پاکیزگی کو برقرار رکھ سکتے ہیں، مقامی روایات یا معاشرتی اصولوں کے ذریعے بنیادی اصولوں کو کمزور یا مسخ کرنے سے روک سکتے ہیں۔

¹ احمد، لیلیٰ۔ "مشرف وسطیٰ میں حقوق نسواں اور حقوق نسوان کی تحریکیں: ایک ابتدائی تحقیق"۔ "ویمنز اسٹڈیز انٹرنیشنل فورم 5، نمبر 2 (2019): 153-68۔

² الغول، اسماء اور علی حرب۔ "غزیمین خواتین کو اختیارینا: کامیابیکہانی"۔ "مڈلائی سٹائی، 13 اکتوبر 2013۔

³ الحبر، عزیز بوائی۔ "اسلامی تاریخ کا مطالعہ: بابیاسگڑ میں مینیکسے داخلہ؟"۔ "یوسایلا ویمنز لاء جرنل 1 (2019): 1-32۔

دوم، اسلامی تعلیمات اور ثقافتی طریقوں کے درمیان وضاحت کو فروغ دینا ثقافتی حساسیت اور تفہیم کو فروغ دیتا ہے۔ اسلام ایک عالمی مذہب ہے جس میں متنوع پیر و کار براعظموں اور ثقافتوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اس بات کو تسلیم کرنا کہ اسلامی تعلیمات کو مختلف ثقافتی سیاق و سباق کے اندر عمل میں لایا جاسکتا ہے، دنیا بھر میں مسلم روایات کی بھرپور ٹیپسٹری کی تعریف اور احترام کی اجازت دیتا ہے۔ یہ مختلف برادریوں کے درمیان مکالمے اور باہمی احترام کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، تنوع کے درمیان اتحاد کو فروغ دیتا ہے۔ مزید برآں، مذہب اور ثقافت کے درمیان فرق ایک ثقافت کے طریقوں کو دوسروں پر مسلط کرنے سے روکتا ہے، ہر کمیونٹی کے ورثے کی خود مختاری اور وقار کو محفوظ رکھتا ہے۔⁴

تیسرا، سماجی مسائل کو حل کرنے اور مسلم اکثریتی معاشروں میں ترقی پسند تبدیلی کو فروغ دینے کے لیے اسلامی تعلیمات کو ثقافتی طریقوں سے الگ کرنا ضروری ہے۔ بہت سے معاملات میں، ثقافتی طریقے اسلام میں بیان کردہ انصاف، مساوات اور انسانی حقوق کے اصولوں سے متصادم ہو سکتے ہیں۔ دونوں کے درمیان بیان کرنے سے، افراد اور کمیونٹیز ثقافتی اصولوں کا تنقیدی جائزہ لے سکتے ہیں اور ایسی اصلاحات نافذ کر سکتے ہیں جو اسلامی اقدار سے ہم آہنگ ہوں۔ یہ امتیاز مسلمانوں کو صنفی امتیاز، قبائل پرستی، یا سماجی و اقتصادی عدم مساوات جیسے نقصان دہ طریقوں کو چیلنج کرنے کا اختیار دیتا ہے جو مذہب کی آڑ میں برقرار رہ سکتے ہیں۔ یہ ایسے معاشروں کی تشکیل کے لیے تعمیری گفتگو اور تبدیلی کے عمل کی راہیں کھولتا ہے جو زیادہ منصفانہ، جامع اور مساوی ہوں۔

اسلامی تعلیمات اور ثقافتی طریقوں میں فرق کرنے کی اہمیت کو زیادہ نہیں سمجھا جاسکتا۔ یہ مذہبی تعلیمات کی صداقت کی حفاظت کرتا ہے، ثقافتی حساسیت اور افہام و تفہیم کو فروغ دیتا ہے، اور افراد کو مسلم اکثریتی معاشروں میں سماجی مسائل کو حل کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ اس امتیاز کو برقرار رکھتے ہوئے، مسلمان اپنے متنوع ثقافتی ورثے کی فراوانی کو اپناتے ہوئے، زیادہ ہم آہنگی اور روشن خیال عالمی برادری میں اپنا حصہ ڈالتے ہوئے اپنے عقیدے کی پیچیدگیوں کو تلاش کر سکتے ہیں۔⁵

عورتوں کے حقوق اور حیثیت سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کا تجزیہ۔

خواتین کے حقوق اور حیثیت سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کا تجزیہ اسلامی تعلیمات کے اندر ایک باریک اور کثیر جہتی نقطہ نظر کو ظاہر کرتا ہے۔ قرآن، اسلامی قانون کا بنیادی ماخذ، متعدد آیات پر مشتمل ہے جو معاشرے میں خواتین کے حقوق اور کردار کو مخاطب کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورہ نساء (4:34) صنفی مساوات کے اصول کو بیان کرتی ہے، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ مرد اور عورت خدا کے نزدیک روحانی مساوی ہیں۔ مزید برآں، سورہ النساء (4:32) خواتین کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کے ساتھ پیش آنے کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ یہ آیات اسلام کے اندر خواتین کو دیے گئے بنیادی وقار اور حقوق کی نشاندہی کرتی ہیں، جو عزت، ہمدردی اور مساوی سلوک پر زور دیتی ہیں۔

مزید برآں، حدیث، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال، خواتین کے حقوق اور حیثیت کے بارے میں اضافی بصیرت فراہم کرتی ہے۔ ابوہریرہ کی روایت کردہ ایک مشہور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کی تعظیم و تکریم پر تاکید کرتے ہوئے بیان کرتی ہے: "مومنوں میں سب سے کامل ایمان وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا اور اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو" (صحیح بخاری، کتاب 2، حدیث 18)۔ یہ حدیث اسلامی تعلیمات کے اندر ازدواجی ہم آہنگی اور باہمی احترام کی اہمیت کو واضح کرتی ہے، خاندانی اکائی میں خواتین کی حیثیت کو بلند کرتی ہے۔

تاہم، خواتین کے حقوق اور حیثیت سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کی تشریحات پوری تاریخ میں مختلف نقطہ نظر سے مشروط رہی ہیں۔ کچھ اسکالر زمرہوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کے قرآنی اصول پر زور دیتے ہوئے زیادہ مساویانہ تشریح کے لیے استدلال کرتے ہیں۔ دوسرے لوگ الگ الگ صنفی کرداروں اور ذمہ داریوں پر زور دیتے ہوئے زیادہ روایتی انداز اپناتے ہیں۔ مزید برآں، ثقافتی اور سماجی و سیاسی عوامل نے خواتین کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کی تشریحات اور اطلاق کو متاثر کیا ہے۔ اس طرح،

⁴التورکی، سوریا۔ "آجسعودی عرب میں خواتین۔" ویمنز اسٹڈیز انٹرنیشنل فورم 10، نمبر۔ 5 (2003): 457-66۔

⁵برلاس، عاصمہ۔ اسلام میں "ایمانو البخواتین: قرآن کی پیدائش تشریحات کو پڑھنا۔ یونیورسٹی آف ٹیکساس سپریس، 2002۔

خواتین کے حقوق اور حیثیت سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کا تجزیہ اسلامی فقہ کے اندر ایک متحرک گفتگو کی عکاسی کرتا ہے، جو بدلتے ہوئے معاشرتی اصولوں اور سیاق و سباق کے جواب میں تیار ہوتا ہے۔⁶

مجموعی طور پر خواتین کے حقوق اور حیثیت سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کا جامع تجزیہ جنس سے متعلق اسلامی تعلیمات کی پیچیدہ اور کثیر جہتی نوعیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ خواتین کے بنیادی وقار اور حقوق کی توثیق کرتے ہوئے، یہ تعلیمات تشریحات کے تنوع اور اسلامی اسکالرشپ کے اندر صنفی کردار، مساوات اور انصاف کے حوالے سے جاری مکالمے کی بھی عکاسی کرتی ہیں۔ اس طرح کا تجزیہ اسلامی روایت کے اندر خواتین کے حقوق کی ابھرتی ہوئی تفہیم کے بارے میں قابل قدر بصیرت فراہم کرتا ہے، جس میں آفاقی اصولوں اور سیاق و سباق دونوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اسلام میں صنفی مساوات کے اصولوں پر بحث۔

اسلام میں صنفی مساوات کی بحث قرآن میں بیان کردہ اصولوں اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے گرد گھومتی ہے۔ اسلامی عقائد کا مرکز خدا کے سامنے مساوات کا تصور ہے، قطع نظر اس کے کہ جنس، نسل یا سماجی حیثیت ہو۔ قرآن نے واضح طور پر مردوں اور عورتوں کی روحانی مساوات پر زور دیتے ہوئے سورۃ النساء (4:1) میں کہا ہے کہ ”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے پرآگندہ کیا۔ بہت سے مرد اور عورتیں۔“ یہ آیت ایک ہی جوہر سے پیدا ہونے والی مخلوق کے طور پر مرد اور عورت کی بنیادی مساوات کو واضح کرتی ہے۔ مزید برآں، اسلامی روایت خاندان، معاشرے اور مذہبی عمل کے فریم ورک کے اندر دونوں جنسوں کو دیے گئے حقوق اور ذمہ داریوں کو اجاگر کرتی ہے۔

تاہم، اسلامی فقہ کے اندر صنفی مساوات کی تشریحات اور اطلاقات مختلف تاریخی اور ثقافتی حوالوں سے مختلف ہیں۔ جبکہ قرآن مساوات اور انصاف کی وکالت کرتا ہے، پدرانہ تشریحات نے بعض اوقات خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کو جنم دیا ہے۔ بہر حال، بہت سے علماء کا کہنا ہے کہ اس طرح کی تشریحات اسلام کے اعلیٰ اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں، جو تمام افراد کے ساتھ انصاف اور ہمدردی پر زور دیتے ہیں۔ حالیہ برسوں میں، اسلامی اسکالرشپ کے اندر روایتی تشریحات پر نظر ثانی کرنے اور صنفی کرداروں اور حقوق کے بارے میں مزید مساویانہ تفہیم کو فروغ دینے کے لیے ایک تحریک بڑھتی جا رہی ہے۔

اسلام میں صنفی مساوات پر عصری مباحث میں بہت سارے مسائل شامل ہیں، جن میں تعلیم تک رسائی، روزگار کے مواقع، شادی کے اندر قانونی حقوق، اور عوامی زندگی میں شرکت شامل ہیں۔ مسلم حقوق نسواں اور کارکنان نے پدرانہ اصولوں کو چیلنج کرنے اور اسلامی تعلیمات میں شامل انصاف اور مساوات کے اصولوں کو برقرار رکھنے والی اصلاحات کی وکالت کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ نجلی سطح کی تحریکوں سے لے کر علمی گفتگو تک، اسلامی معاشروں میں صنفی عدم مساوات کو دور کرنے کی کوششوں نے زور پکڑا ہے، جس کے نتیجے میں قانون سازی کی اصلاحات، تعلیمی اقدامات، اور اسلامی قانون کی صنفی تعبیرات کی طرف وسیع تر سماجی تبدیلیاں ہوئیں۔ بالآخر، اسلام میں صنفی مساوات کی بحث تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں مذہبی اصولوں کی تشریح اور ان کے اطلاق کے بارے میں جاری بحثوں کی عکاسی کرتی ہے، جو زیادہ منصفانہ اور جامع معاشروں کو فروغ دینے کے لیے صحیفے، روایت اور عصری حقائق کے ساتھ تنقیدی تعلق کی ضرورت پر زور دیتی ہے۔⁷

پوری تاریخ میں بااثر مسلم خواتین کی مثالیں۔

پوری تاریخ میں، مسلم خواتین نے معاشرے کے مختلف پہلوؤں کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے، سیاست اور اسکالرشپ سے لے کر فعالیت اور فن تک۔ ایک قابل ذکر مثال خدیجہ بنت خویلد ہیں، جو پیغمبر اسلام کی پہلی بیوی تھیں۔ خدیجہ ایک کامیاب کاروباری خاتون تھیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی سالوں میں ایک اہم کردار ادا کیا، جس نے

⁶ بربلاس، عاصمہ۔ "مسلم خواتین اور پردہ پر نظر ثانی: تاریخی اور جدید دینی تصورات کو چیلنج کرنا۔" امریکن جرنل آف اسلامک سوشلسائنسز 25، نمبر۔ 1 (2003): 25-50۔

⁷ کلارک، مورگن۔ "عورت کا مقام: اسلام کا قانون اور جدید معاشرہ۔" Rutgers Journal of Law and Religion 9, no. 2 (2018): 1-32۔

آزمائش اور مصیبت کے وقت پیغمبر کو مالی مدد اور اخلاقی رہنمائی فراہم کی۔ اس کی قیادت، دانشمندی، اور غیر متزلزل ایمان دنیا بھر کی مسلم خواتین کے لیے ایک تحریک کا کام کرتا ہے۔

ایک اور بااثر شخصیت ربیعہ العدویہ ہیں، جو ایک مشہور صوفیانہ اور شاعر ہیں جو آٹھویں صدی میں رہتے تھے۔ ربیعہ کو اس کی گہری روحانی بصیرت اور خدا سے عقیدت کے لیے منایا جاتا ہے، جو اس وقت کے معاشرتی اصولوں سے بالاتر ہے۔ اپنی شاعری اور تعلیمات کے ذریعے، اس نے الہی کے ساتھ غیر مشروط محبت اور روحانی قربت کی اہمیت پر زور دیا، صوفی روایت اور اسلامی روحانیت پر دیر پا اثر چھوڑا۔ اسکا لرشپ کے دائرے میں، فاطمہ الفسری تعلیم میں ایک سرخیل کے طور پر نمایاں ہیں۔ 9 ویں صدی میں، فاطمہ نے فیروز مرکش میں القراؤن یونیورسٹی کی بنیاد رکھی، جسے یونیسکو دنیا میں سب سے قدیم موجودہ، مسلسل کام کرنے والے تعلیمی ادارے کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔ علم تک رسائی فراہم کرنے اور فکری تحقیقات کو فروغ دینے کے اس کے وژن نے اسکا لرشپ کی نسلوں، مرد اور خواتین دونوں کے لیے سیکھنے اور اختراع کو آگے بڑھانے کی راہ ہموار کی۔

عصر حاضر میں، ملائہ یوسفزئی جیسی شخصیات نے لڑکیوں کی تعلیم کے لیے اپنی سرگرمی اور وکالت کے لیے عالمی توجہ حاصل کی ہے۔ ملائہ، ایک پاکستانی کارکن جو طالبان کے قاتلانہ حملے میں بچ گئی تھی، جبر کا سامنا کرتے ہوئے ہمت اور لچک کی علامت بن گئی ہے۔ تعلیم اور صنفی مساوات کے لیے اس کی غیر متزلزل وابستگی نے اسے بے شمار تعریفیں حاصل کیں، جن میں نوبل امن انعام بھی شامل ہے، اور دنیا بھر میں لاکھوں لوگوں کو مثبت تبدیلی کے لیے جدوجہد کرنے کی ترغیب دینے کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ مثالیں پوری تاریخ میں مسلم خواتین کی متنوع شراکت کی نشاندہی کرتی ہیں، جو دنیائے تصورات کو چیلنج کرتی ہیں اور معاشرے میں ان کے کردار اور صلاحیتوں کے بارے میں بیانیے کو نئی شکل دیتی ہیں۔

اسلام میں خواتین کے عصری تصورات پر تاریخی شخصیات کے اثرات۔

اسلام میں خواتین کے عصری تصورات پر تاریخی شخصیات کے اثرات گہرے اور کثیر جہتی ہیں۔ پوری اسلامی تاریخ میں، قابل ذکر افراد نے سماجی رویوں کی تشکیل اور عقیدے کے اندر خواتین کے کردار کی تشریح میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ایسی ہی ایک شخصیت خدیجہ بنت خویلد ہیں، جو پیغمبر اسلام کی پہلی بیوی ہیں، جن کی ایک کامیاب کاروباری خاتون اور ابتدائی اسلام قبول کرنے کی حیثیت سے روایتی صنفی اصولوں کو چیلنج کیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ میں خدیجہ کا باوقار مقام خواتین کے مذہبی اور سیکولر دونوں شعبوں میں بااثر کردار ادا کرنے کی صلاحیت کا ثبوت ہے، اس طرح مسلم اکثریتی معاشروں میں خواتین کی صلاحیتوں اور ابجہنی کے بارے میں عصری تصورات کو چیلنج کیا جاتا ہے۔⁸

اسی طرح، عائشہ بنت ابوبکر جیسی شخصیات کی علمی خدمات، جو پیغمبر اسلام کی ازواج مطہرات میں سے ایک ہیں، نے اسلامی فقہ اور تعلیم پر دیر پا اثر چھوڑا ہے۔ اسلام کے ابتدائی سالوں میں حدیث، اسلامی تعلیمات، اور سیاسی اور علمی مباحثوں میں ان کی شرکت کے طور پر عائشہ کا کردار خواتین کی فکری کمتری کے مروجہ تصورات کو چیلنج کرتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں باشعور اور مستند خواتین شخصیات کی حیثیت کو بلند کرتے ہوئے، مذہبی اسکا لرشپ اور قیادت میں خواتین کے کردار کے بارے میں عصری تصورات کو نئے سرے سے متعین کیا جا رہا ہے، جس سے خواتین کی زیادہ شمولیت اور ان کی خدمات کو تسلیم کیا جا رہا ہے۔

اس کے برعکس، تاریخی شخصیات جیسے حریم سلطان، عثمانی سلطان سلیمان دی میگنیفیشنٹ کی بااثر بیوی، اسلامی معاشروں میں طاقت کی حرکیات اور صنفی تعلقات کی پیچیدگیوں کے بارے میں بصیرت پیش کرتی ہیں۔ حریم سلطان کی سیاسی ذہانت اور ریاستی امور میں سرگرم عمل دخل جدید سے قبل کی اسلامی دنیا میں صنف، سیاست اور اثر و رسوخ کے درمیان اہم تقاطع کو واضح کرتا ہے۔ اس کی وراثت کے عصری جائزوں نے اختیارات کے عہدوں پر خواتین کے تاریخی کردار پر تنقیدی عکاسی کی ہے اور اس حد تک کہ ان کی ابجہنی کو مروجہ سماجی و سیاسی سیاق و سباق کی وجہ سے کس حد تک محدود یا اختیار بنایا گیا تھا۔⁹

⁸ الگوندی، فدوا۔ پردہ: شائستگی، رازداری اور مزاحمت۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۹۹ء۔

⁹ ایسپوزیٹو، جانایا سلام: سیدھا راستہ۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۱۳ء۔

مزید بر آں، تاریخی خواتین اسکالرز، صوفیاء، اور اسلامی روایت کے اندر سرگرم کارکنان، جیسے رابعہ البصری، فاطمہ الفسری، اور ملالہ یوسفزئی کی وراثت مسلم میں صنفی مساوات، تعلیم، اور سماجی انصاف کے بارے میں عصری گفتگو کو متاثر کرتی رہتی ہے۔ اکثریتی معاشرے اور اس سے آگے۔ ان کی کامیابیاں رائج و قیامی تصورات کو چیلنج کرتی ہیں اور اسلامی تہذیب اور عالمی ترقی میں خواتین کے متنوع کردار کو اجاگر کرتی ہیں۔ جیسا کہ اسلام میں خواتین کے بارے میں عصری تصورات کا ارتقا ہوتا ہے، تاریخی شخصیات کی طرف سے متعین کردہ داستانیں اور مثالیں صنفی کرداروں کا از سر نو تصور کرنے، خواتین کو باختیار بنانے، اور مسلم کمیونٹیز میں زیادہ سے زیادہ شمولیت کو فروغ دینے کے لیے قوی اتپریرک کے طور پر کام کرتی ہیں۔

مختلف اسلامی ممالک میں حقوق نسواں کی تحریکوں کے کیس اسٹڈیز۔

اسلامی ممالک میں حقوق نسواں کی تحریکیں تبدیلی کے اہم ایجنٹوں کے طور پر ابھری ہیں، جو اسلامی قانون کی روایتی تشریحات کو چیلنج کرتی ہیں اور مذہبی اور سماجی فریم ورک کے اندر صنفی مساوات کی وکالت کرتی ہیں۔ ایران میں، مساوات کے لیے ایک ملین دستخطی مہم نجلی سطح پر ایک نمایاں تحریک رہی ہے، جس کا مقصد قانونی اور سماجی سرگرمی کے ذریعے خواتین کے خلاف امتیازی قوانین میں اصلاحات لانا ہے۔ ایرانی خواتین کے حقوق کے کارکنوں کی قیادت میں، اس مہم نے جدید حکمت عملیوں کا استعمال کیا ہے جیسے کہ قانون سازی میں تبدیلی کے لیے پٹیشن کے لیے دستخط جمع کرنا اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے بیداری پیدا کرنا۔ حکومتی کریک ڈاؤن اور گرفتاریوں کا سامنا کرنے کے باوجود، تحریک برقرار ہے، ایرانی خواتین کی آوازوں کو بڑھاتا رہی ہے اور اپنے مقصد کے لیے بین الاقوامی حمایت حاصل کر رہی ہے۔¹⁰

سعودی عرب میں خواتین کے لیے ڈرائیونگ لائسنس کے حصول اور آزادانہ طور پر گاڑی چلانے کے حق کی وکالت کرتے ہوئے حالیہ برسوں میں خواتین ٹوڈرائیونگ مہم نے زور پکڑا ہے۔ سعودی خواتین کارکنوں کی سربراہی میں، اس تحریک نے خواتین ڈرائیوروں پر مملکت کی طویل عرصے سے عائد پابندی کو چیلنج کیا ہے، جسے 2018 میں باضابطہ طور پر ہٹا دیا گیا تھا۔ مہم نے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کا استعمال حمایت کو متحرک کرنے اور ڈرائیونگ پر پابندی کی وجہ سے سعودی خواتین کو درپیش سماجی اور اقتصادی رکاوٹوں کو اجاگر کرنے کے لیے کیا۔ اگرچہ پابندی کے خاتمے کو ایک اہم کامیابی قرار دیا گیا ہے، لیکن سعودی خواتین وسیع تر اصلاحات کے لیے زور دے رہی ہیں، جن میں مردانہ سرپرستی کے نظام کا خاتمہ اور سیاسی اور اقتصادی شعبوں میں زیادہ سے زیادہ شرکت شامل ہے۔

پاکستان میں، عورت مارچ ایک طاقتور حقوق نسواں تحریک کے طور پر ابھرا ہے، جو خواتین کے عالمی دن کے موقع پر صنفی انصاف اور خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کا مطالبہ کرنے کے لیے سالانہ احتجاج کا اہتمام کرتا ہے۔ تحریک کا پلیٹ فارم صنفی بنیاد پر تشدد، معاشی عدم مساوات، اور امتیازی قانون سازی سمیت متعدد مسائل کو حل کرتا ہے۔ تخلیقی نعروں، پرفارمنس اور نجلی سطح پر آرگنائزنگ کے ذریعے، عورت مارچ نے پاکستانی معاشرے کے متنوع طبقوں کی طرف سے حمایت حاصل کی ہے، جس میں پدرانہ اصولوں کو چیلنج کیا گیا ہے اور اسلامی فریم ورک کے اندر خواتین کے حقوق کی وکالت کی گئی ہے۔ قدامت پسند گروہوں کی جانب سے رد عمل کا سامنا کرنے کے باوجود، تحریک پاکستان میں صنفی مساوات کے بارے میں وسیع تر بات چیت میں حصہ ڈالتے ہوئے طاقت اور مرئیت میں مسلسل بڑھ رہی ہے۔

تیونس میں، تیونسو ایسوسی ایشن آف ڈیموکریٹک ویمن (اے ٹی ایف ڈی) منتقلی جمہوریت کے تناظر میں خواتین کے حقوق کی وکالت کرنے میں سب سے آگے ہے۔ 1989 میں قائم کیا گیا ATFD، نے امتیازی قوانین میں اصلاحات اور قانونی وکالت، آگاہی مہمات، اور نجلی سطح پر متحرک ہونے کے ذریعے صنفی مساوات کو فروغ دینے کے لیے کام کیا ہے۔ عرب بہار کے بعد، تیونس کی خواتین نے ملک کے نئے آئین کی تشکیل، صنفی مساوات اور خواتین کے حقوق کے اصولوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ اے ٹی ایف ڈی ان آئینی ضمانتوں پر عمل درآمد کے لیے مسلسل زور دے رہا ہے اور صنفی بنیاد پر تشدد اور معاشی باختیار بنانے جیسے مستقل چیلنجوں سے نمٹ رہا ہے۔ اپنی فعالیت کے ذریعے، ATFD نے سیاسی تبدیلی سے گزرنے والے اسلامی معاشروں میں با معنی تبدیلی کو متاثر کرنے کے لیے حقوق نسواں کی تحریکوں کی صلاحیت کو ظاہر کیا ہے۔

¹⁰ فرنیبا، الزبتھ وارنک۔ اسلام بحقوق نسواں کنکیتلا شمیم: ایک عورت کا عالمی سفر۔ اینکر کتب، ۱۹۹۸۔

آج اسلامی معاشروں میں خواتین کو درپیش چیلنجز کا جائزہ۔

آج اسلامی معاشروں میں خواتین کو درپیش چیلنجز کا جائزہ مذہبی روایات، ثقافتی اصولوں اور سماجی و سیاسی حرکیات کے درمیان ایک پیچیدہ تعامل کو ظاہر کرتا ہے۔ ایک نمایاں چیلنج اسلامی قانون کی تشریح اور نفاذ ہے، جو اکثر مردوں اور عورتوں کے درمیان حقوق اور مواقع میں تفاوت کا باعث بنتا ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیمات مساوات اور انصاف پر زور دیتی ہیں، پدرانہ تشریحات اور طریقوں نے تاریخی طور پر خواتین کو وراثت، طلاق، اور تعلیم اور روزگار کے مواقع تک رسائی جیسے شعبوں میں پس ماندہ کر دیا ہے۔ اسلام کے مثالی اصولوں اور معاشرے میں ان کے اطلاق کے درمیان یہ تضاد خواتین کے لیے نظامی عدم مساوات کو برقرار رکھتا ہے۔

کچھ اسلامی معاشروں میں قدامت پسند صنفی اصولوں کا نفاذ خواتین کی خود مختاری اور آزادی کو محدود کرتا ہے۔ ثقافتی طریقے، جو اکثر مذہبی مینڈیٹ سے ملتے ہیں، خواتین کے لباس کے ضابطوں، نقل و حرکت اور عوامی زندگی میں شرکت کا حکم دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں خواتین کو اپنے جسم، تعلیم، کیریئر اور رشتوں کے بارے میں فیصلے کرنے کے لیے محدود ایجنسی ملتی ہے، روایتی صنفی کرداروں کو تقویت ملتی ہے اور انحصار کے ایک دور کو جاری رکھا جاتا ہے۔ اس طرح کی پابندیاں نہ صرف خواتین کی ذاتی ترقی اور اظہار خیال میں رکاوٹ بنتی ہیں بلکہ سماجی ترقی اور اقتصادی ترقی میں ان کے تعاون کو بھی روکتی ہیں۔

مزید برآں، بہت سے اسلامی معاشروں میں صنفی بنیاد پر تشدد کا برقرار رہنا خواتین کے لیے ایک اہم چیلنج ہے۔ گھریلو بدسلوکی، غیرت کے نام پر قتل، جبری شادیاں، اور خواتین کے جنسی اعضا کو مسخ کرنے جیسے واقعات ان کا مقابلہ کرنے کی کوششوں کے باوجود برقرار ہیں۔ سماجی رویے جو اس طرح کے تشدد کو معاف کرتے ہیں یا اسے معمول پر لاتے ہیں، اور متاثرین کے لیے ناکافی قانونی تحفظات اور معاونت کے نظام کے ساتھ، خواتین کی حفاظت اور بہبود کے لیے ایک مخالف ماحول پیدا کرتے ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے جامع قانونی اصلاحات، آگاہی مہم، اور نقصان دہ رویوں اور طرز عمل کو چیلنج کرنے اور خواتین کے حقوق کا احترام اور تحفظ یقینی بنانے کے لیے کمیونٹی کی شمولیت کی ضرورت ہے۔¹¹

ان چیلنجز کے علاوہ، صنفی امتیاز کی دوسری شکلوں، جیسے کہ طبقاتی، نسلی اور مذہب کے ساتھ جنس کا باہمی تعلق، اسلامی معاشروں میں خواتین کے تجربات کو مزید پیچیدہ بناتا ہے۔ اقلیتی گروہوں یا پس ماندہ برادرپوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کو اکثر پیچیدہ امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس سے ان کی کمزوری بڑھ جاتی ہے اور وسائل اور مواقع تک ان کی رسائی محدود ہوتی ہے۔ صنفی انصاف کے حصول اور تمام خواتین کو مساوی شہری کے طور پر اپنے معاشروں میں مکمل طور پر حصہ لینے کے لیے بااختیار بنانے کے لیے ان ایک دوسرے سے جڑے ہوئے جبر کو پہچاننا اور ان کا سد باب کرنا بہت ضروری ہے۔

اسلام اور خواتین کے حقوق کے بارے میں غلط فہمیوں کو کس طرح مستقل کیا جاتا ہے اس پر بحث۔

اسلام اور خواتین کے حقوق کے بارے میں غلط فہمیاں کس طرح پائی جاتی ہیں اس پر بحث اکثر تاریخی، ثقافتی اور جغرافیائی سیاسی جہتوں پر محیط عوامل کے پیچیدہ تعامل سے ہوتی ہے۔ ایک اہم عنصر اسلامی نصوص اور تعلیمات کی غلط تشریح یا انتخابی پیشکش ہے، جو قدیم قوانین اور غلط تصورات اور غلط تصورات کو تقویت دینے کا باعث بن سکتی ہے۔ قرآن یا حدیث کی بعض آیات کو بعض اوقات سیاق و سباق سے ہٹ کر یا غلط سمجھا جاتا ہے، جس سے اسلام کے فطری طور پر خواتین کے تئیں جابرانہ تصور ہوتا ہے۔ مزید برآں، اسلام کے اندر تشریحات کا تنوع، قدامت پسند سے لے کر ترقی پسند تک، تفہیم کو مزید پیچیدہ بنا سکتا ہے، کیونکہ ایسی تشریحات جو صنفی مساوات کو ترجیح دیتی ہیں عوامی گفتگو میں زیادہ پدرانہ تشریحات کے زیر سایہ ہو سکتی ہیں۔

ثقافتی طرز عمل اور اصول، جو اسلام سے پہلے ہو سکتے ہیں یا مخصوص ثقافتی سیاق و سباق سے شروع ہو سکتے ہیں، بعض اوقات غلطی سے اسلامی تعلیمات کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ اس امتزاج کے نتیجے میں صنفی عدم مساوات کو ثقافتی روایات یا تاریخی حالات کی پیداوار کے طور پر تسلیم کرنے کی بجائے خود اسلام میں غلط تقسیم ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، جبری

¹¹ پیری، شہلا۔ خوابشکا قانون: شیعیہ ایدار انمینعارضہ شادی۔ سائراکیز نیونیورسٹی پریس، ۱۹۸۸ء۔

شادی، خواتین کے جنسی اعضا کو مسخ کرنا، یا خواتین کی نقل و حرکت پر پابندیاں، اگرچہ اسلامی نظریے میں جڑیں نہیں ہیں، غلط طریقے سے اسلام سے منسوب کی جاسکتی ہیں، جو خواتین کے ساتھ مذہب کے سلوک کے بارے میں دنیوی تصور کو برقرار رکھتی ہیں۔¹²

مزید برآں، مرکزی دھارے کی گفتگو میں مسلم خواتین کی نمائندگی اور آواز کی کمی غلط فہمیوں کے تسلسل کو بڑھاتی ہے۔ اکثر، اسلام اور خواتین کے حقوق کے بارے میں بحث پر مردانہ آوازوں کا غلبہ ہوتا ہے، چاہے وہ مذہبی سکالرز ہوں، سیاست دان ہوں یا میڈیا پنڈت، خود مسلم خواتین کے نقطہ نظر اور تجربات کو نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ پس ماندگی دنیوی تصورات اور آسانیاں کو تقویت دیتا ہے، مسلم کمیونٹیز کے اندر صنفی حرکیات کی پیچیدہ حقیقتوں کی باریک بینی کو سمجھنے میں رکاوٹ ہے۔ ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے ایک کثیر جہتی نقطہ نظر کی ضرورت ہے جس میں متنوع آوازوں کو وسعت دینا، اسلامی متون اور تعلیمات کے ساتھ تنقیدی تعلق کو فروغ دینا، اور تعلیم اور مکالمے کے ذریعے دنیوی تصورات کو چیلنج کرنا شامل ہے۔

اسلامی فریم ورک کے اندر خواتین کے حقوق کو آگے بڑھانے کے ممکنہ راستے۔

اسلامی فریم ورک کے اندر خواتین کے حقوق کو آگے بڑھانے کے لیے مذہبی اصولوں اور عصری سماجی و سیاسی سیاق و سباق دونوں کی باریک بینی کی ضرورت ہے۔ ایک ممکنہ راستہ میں اسلامی فقہ کے ساتھ مشغول ہونا شامل ہے تاکہ روایتی متن کی دوبارہ تشریح اور سیاق و سباق کو اس انداز میں بنایا جاسکے جو صنفی مساوات اور انصاف کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔ یہ نقطہ نظر، جسے اکثر "اسلامی حقوق نسواں" کہا جاتا ہے، قرآن اور حدیث کی مساویانہ روح کو اجاگر کرتے ہوئے اسلام کے اندر خواتین کی ایجنسی کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پدرانہ تعبیرات کو چیلنج کرتا ہے جنہوں نے خواتین کو پس ماندہ کر دیا ہے۔ اسلامی قانون کی زیادہ جامع اور حقوق کی توثیق کرنے والی تشریح کو فروغ دے کر، علماء اور کارکن ایک ایسی گفتگو کو فروغ دے سکتے ہیں جو خواتین کے موروثی وقار اور معاشرے کے تمام پہلوؤں میں ان کی مکمل شرکت کے حق کو تسلیم کرے۔

ایک اور راستہ میں خواتین کے حقوق کی وکالت کرنے کے لیے اسلامی قانونی روایات کے اندر موجودہ میکانزم کا فائدہ اٹھانا شامل ہے۔ اسلامی قانون، انصاف اور مساوات پر اپنے زور کے ساتھ، اجماع (اتفاق رائے) اور اجتہاد (آزاد استدلال) جیسے میکانزم کے ذریعے صنفی عدم مساوات کو دور کرنے کے راستے پیش کرتا ہے۔ تعلیم یافتہ اسکالرز کو اسلامی قانونی اصولوں کی از سر نو تشریح اور عصری حقائق کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب دے کر، اسلامی معاشروں میں خواتین کے حقوق کا تحفظ اور فروغ دینے والے قانونی ڈھانچے کو تیار کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس نقطہ نظر کے لیے مذہبی اسکالرز، قانونی ماہرین اور خواتین کے حقوق کے کارکنوں کے درمیان تعاون کی ضرورت ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ قانونی اصلاحات اسلامی اصولوں پر مبنی ہوں اور خواتین کی ضروریات اور خواہشات کے مطابق ہوں۔¹³

مزید برآں، چلی سطر پر تحریکوں کو فروغ دینا اور کمیونٹی پر مبنی اقدامات اسلامی فریم ورک کے اندر خواتین کے حقوق کو آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ مقامی سطح پر خواتین کو بااختیار بنانا، خواہ تعلیم، معاشی مواقع، یا قیادت کی ترقی کے ذریعے، روایتی صنفی کرداروں کو چیلنج کر سکتا ہے اور مسلم کمیونٹیز میں صنفی مساوات کے کلچر کو فروغ دے سکتا ہے۔ خواتین کی آوازوں اور تجربات کو وسعت دے کر، چلی سطر کی تحریکیں سماجی رویوں اور اصولوں میں تبدیلی کی وکالت کر سکتی ہیں، جو بالآخر صنفی مساوات کی طرف وسیع تر سماجی تبدیلیوں میں اپنا حصہ ڈال سکتی ہیں۔ اس طرح کے اقدامات مذہبی رہنماؤں، کمیونٹی کے اراکین، اور خواتین کے حقوق کے حامیوں کے درمیان مکالمے اور تعاون کے لیے جگہیں بھی پیدا کر سکتے ہیں، جو اسلامی تناظر میں خواتین کے حقوق کو آگے بڑھانے کے لیے ایک زیادہ جامع اور شراکتی نقطہ نظر کی سہولت فراہم کر سکتے ہیں۔

آخر میں، مسلم اکثریتی معاشروں کے ثقافتی اور مذہبی تنوع کا احترام کرتے ہوئے بین الاقوامی انسانی حقوق کے فریم ورک سے منسلک ہونا خواتین کے حقوق کو آگے بڑھانے کے لیے ایک اور راستہ فراہم کر سکتا ہے۔ بہت سے اسلامی ممالک انسانی حقوق کے بین الاقوامی کنونشنز پر دستخط کرنے والے ہیں جو خواتین کے حقوق کی ضمانت دیتے ہیں، بشمول

¹² حسن، رفعت۔ "فیمنسٹہرمینٹکس اور قرآن پر مینٹکس: ایک اسلامی تناظر۔" حقوق نسواں اور اسلام میں: قانونی اور ادبی تناظر، ماڈیا مانیکی ذریعے ترمیم شدہ، 70-84۔ نیویارک نیو یورسٹی پریس، ۲۰۰۲۔

¹³ کیڈی، نکیا رومیما ندیم مشرق وسطیٰ: ماضیا اور حال۔ پرنسٹون نیو یورسٹی پریس، ۲۰۰۷۔

خواتین کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کا کنونشن (CEDAW)۔ ان کنونشنوں کے نفاذ کی وکالت کرتے ہوئے اور حکومتوں کو ان کے وعدوں کے لیے جوابدہ ٹھہرا کر، خواتین کے حقوق کے کارکنان قانونی اصلاحات اور پالیسی میں تبدیلیاں لانے کے لیے بین الاقوامی دباؤ کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو اسلامی فریم ورک کے اندر صنفی مساوات کو فروغ دیں۔ اس نقطہ نظر کے لیے پیچیدہ سیاسی منظر نامے پر تشریف لے جانے اور ثقافتی اور مذہبی حساسیت کے حوالے سے انسانی حقوق کے عالمی اصولوں کو متوازن کرنے کی ضرورت ہے، لیکن یہ عالمی سطح پر خواتین کے حقوق کے لیے با معنی تبدیلی کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

معاشرتی رویوں کو تبدیل کرنے میں تعلیم، مکالمے اور قانونی اصلاحات کا کردار۔

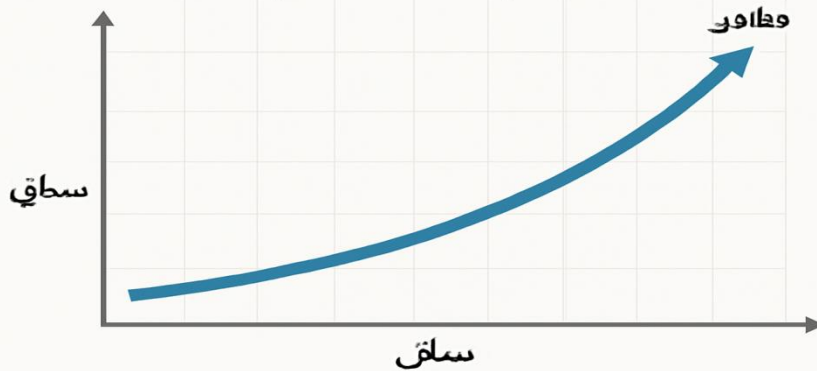
تعلیم، مکالمے، اور قانونی اصلاحات سماجی رویوں کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، خاص طور پر ایسے سیاق و سباق میں جہاں گہرے عقیدے یا روایات سماجی انصاف اور مساوات کی طرف پیش رفت میں رکاوٹ ہیں۔ تعلیم غلط فہمیوں کو چیلنج کرنے اور تنقیدی سوچ کو فروغ دینے کے لیے ایک بنیادی آلے کے طور پر کام کرتی ہے۔ متنوع نقطہ نظر اور علم تک رسائی فراہم کر کے، تعلیم افراد کو مروجہ اصولوں اور نظریات پر سوال اٹھانے کا اختیار دیتی ہے۔ سماجی رویوں کو تبدیل کرنے کے تناظر میں، تعلیم تقسیم، ہمدردی اور فرق کو قبول کرنے کو فروغ دے کر تبدیلی کے لیے ایک اتھارٹی کے طور پر کام کر سکتی ہے۔ مزید برآں، تعلیم افراد کو تعمیری مکالمے میں مشغول ہونے اور اپنی برادریوں میں با معنی اصلاحات کی وکالت کرنے کے لیے ضروری مہارتوں سے آراستہ کرتی ہے۔

مکالمے، بین المذاہب اور بین الثقافتی دونوں، متنوع گروہوں کے درمیان باہمی احترام اور افہام و تفہیم کو فروغ دینے کے لیے ایک پل کا کام کرتا ہے۔ مکالمے اور باعزت مواصلات کے ذریعے، مکالمہ خیالات، تجربات اور اقدار کے تبادلے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، اس طرح رکاوٹوں کو توڑتا ہے اور دنیائی سی تصورات کو دور کرتا ہے۔ مکالمے میں شامل ہو کر، افراد دوسروں کے نقطہ نظر کے لیے ہمدردی اور قدر دانی پیدا کر سکتے ہیں، جس سے زیادہ سماجی ہم آہنگی اور تعاون پیدا ہوتا ہے۔ مزید برآں، مکالمہ تعاون اور مشترکہ مسائل کے حل کے مواقع پیدا کرتا ہے، کیونکہ مشترکہ چیلنجوں سے نمٹنے اور مشترکہ مقاصد کے لیے کام کرنے کے قابل بناتا ہے۔ سماجی رویوں کو تبدیل کرنے کے دائرے میں، مکالمہ رواداری، مفاہمت اور امن کی تعمیر کو فروغ دینے کے لیے ایک پلیٹ فارم کا کام کرتا ہے۔¹⁴

اساتحادسی نغلی لیٹ اوج عالی ثرق

بے عافن عیادفن بور اخفس ویه

Magur/Haring and Quntua-Devolopment-Beurests,
26urba-http/Cundical IPaispanction



¹⁴ محمود، صبا۔ تقوینکی سیاست: اسلامیا حیا اور حقوق نسواں کا موضوع۔ پرنسٹون نیورسٹی پریس، ۲۰۱۲۔

خلاصہ

یہ مضمون اسلامی معاشروں میں خواتین کے حقوق کی پیچیدہ حرکیات پر روشنی ڈالتا ہے، ان وسیع تر غلط فہمیوں کو چیلنج کرتا ہے جو اکثر مغربی تصورات پر غالب رہتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات، باختیار مسلم خواتین کی تاریخی مثالوں اور اسلام کے اندر متحرک عصری حقوق نسواں کی تحریکوں کا بغور تجزیہ کرتے ہوئے، یہ مطالعہ اسلام میں سرایت شدہ صنفی مساوات کے لیے اندرونی حمایت کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ اس اہم کردار کو بھی تسلیم کرتا ہے جو ثقافتی طریقوں اور قانونی نظاموں نے آج مسلم خواتین کے زندہ تجربات کی تشکیل میں ادا کیا ہے۔ نتائج اسلامی معاشروں میں خواتین کے تنوع اور لچک پر زور دیتے ہیں، خواتین کے حقوق کے ساتھ اسلام کے تعلق کی ایک باریک تفہیم کی وکالت کرتے ہیں۔ اس تحقیق کے ذریعے، مضمون اس موضوع پر ایک زیادہ باخبر اور باوقار عالمی گفتگو میں حصہ ڈالتا ہے۔

جاء حوالہ

- قرآنی آیت "وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ" (سورۃ الاسراء 31):
 حدیث "خواتین تمہاری مائیں ہیں" صحیح مسلم)
 "النساء قوامون علی الرجال" (قرآن: النساء 34):
 "النساء شقائق الرجال" (حضرت علیؓ)
 "نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے سب سے اچھا ہو" (ابن ماجہ)
 "تمہاری بیوی تمہارے لیے لباس ہیں" (قرآن: البقرہ 187):
 "اسلام میں بیوی کو طلاق کا حق ہے" (قرآن: الطلاق 1):
 "علم کا طلب فرض ہے" (ابن ماجہ)
 "اللہ نے تمہاری بیویوں کے حقوق تم پر لازم کیے ہیں" (حدیث)
 "خواتین کے حقوق کی حفاظت میں اسلام کا رویہ بہت مثبت ہے" (علامہ اقبال)
 "اسلام نے خواتین کو وراثت میں حصہ دیا ہے" (قرآن: النساء 7):
 "خواتین کا کام صرف گھر تک محدود نہیں" (حضرت عائشہؓ)
 "اسلام نے خواتین کو معاشی حقوق دیے ہیں" (قرآن: النساء 32):
 "اسلامی تعلیمات میں مرد اور عورت کو برابر کا حق دیا گیا ہے" (قرآن: النساء 19):
 "اللہ نے ہر انسان کو اس کی طاقت اور صلاحیت کے مطابق کام کرنے کا حق دیا ہے" (قرآن: البقرہ 286):